KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

عرس، گیارھویں، سوم، چہلم، مجالس میلاد شریف، فاتحہ وغیرہ
کے مسائل کا شرعی فیصلہ

کشف الحجاب
عن
مسائل ایصال الثواب

مصنفہ

صدر الافاضل استاد العلماء مولانا الحاج الحافظ الحکیم محمد نعیم الدین صاحب قدس سرہٗ مراد آبادی

ناشر

مکتبہ حامدیہ ○ گنج بخش روڈ ○ لاہور

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کیے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل

کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور وال پیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نام کتاب ——— کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب

مصنف ——— استاد العلماء حضرت مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی ؒ

کاتب ——— محمد شریف گل

مطبع ———

سنِ طباعت ——— اپریل ۱۹۸۲ء

ناشر ——— مکتبہ حامدیہ - گنج بخش روڈ - لاہور

قیمت ———

فہرست

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی وضاحت	۶
قبروں پر پھول ڈالنا	۱۳
شیرینی، عطر، لوبان، عود، اگر وغیرہ خوشبوئیں	۱۴
قبر پر چادر ڈالنا	۱۶
مدد طلب کرنا	۱۷
محفلِ میلاد شریف	۱۹
تقسیم شیرینی	۲۳
گیارھویں، بارھویں، تیرھویں	۲۴
چہلم کا ثبوت	۲۵
تیجہ	۲۷
تیسرے دن کا تعین	۲۸
شب برات کا حلوہ	۲۹
بدعت	۳۲
فاتحہ	۳۳
وہابیت کا جھگڑا	۳۵

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وجہ افتراق	۳۶
امکانِ کذب	۳۶
براہینِ قاطعہ	۳۷
حفظ الایمان	۳۸
میلاد النبی ﷺ	۳۹
التزامی امور	۴۰
دعوتِ انصاف	۴۱
قیام	۴۲
نعت خوانی	۴۸
شیرینی	۴۹
ہندو نوازی	۴۹
گیارھویں شریف	۵۰
دعوتِ انصاف	۵۲
تعظیمِ رسالت	۵۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

میرے محب مخلص جناب منشی شوکت علی خاں صاحب الماس رقم رامپوری سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے زمانہ قیام دہلی میں مسائل ایصال ثواب کے متعلق عوام کا تنازع دیکھ کر ایک درد محسوس کیا اور چند سوال لکھ کر فقیر کے پاس بھیجے ساتھ ہی یہ بھی درخواست کی کہ ان مسائل کے متعلق قرآن وحدیث اور کتب دینیہ معتبرہ کے احکام تحریر کیے جائیں اور جوابوں میں اختصار کو بہت ملحوظ رکھا جائے۔ ان کی اس استدعا پر یہ جواب قلمبند کیے گئے جن کو میں **کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب** کے نام سے موسوم کرتا ہوں۔ ان جوابوں میں محض اظہارِ حق اور احکامِ دین کا صاف بیان مدنظر رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حق میں نافع کرے اور انھیں قبول حق کی توفیق دے اور وہ قرآن وحدیث کی روشنی سے منتفع ہوں اور باطل کی کجروی اور حق سے عدول اور منکرین کی معاندانہ باتوں اور اُن کی ذاتی رایوں سے محفوظ رہیں۔ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ وَھُوَ حَسْبِیْ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْکَفِیْلُ۔

المعتصم بحبل المتین

العبد محمد نعیم الدین المرادآبادی غفرلہ الہادی

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی حرمت قرآن کریم میں چند جگہ وارد ہوئی

★ سوال ۱: آج کل لوگ فاتحہ، خیرات اور صدقہ کو یہ کہہ کر منع کر دیتے ہیں کہ یہ مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہے اور قرآن شریف میں اس کو حرام کیا گیا ہے اس لئے مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی تشریح کر دیجئے تاکہ یہ مسئلہ اچھی طرح صاف ہو جائے۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔

آیات

آیت ۱: اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ۔ (پ ۲، ع ۵، س بقرہ)

آیت ۲: حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ (پ ۶، ع ۵، س مائدہ)

آیت ۳: اَوْ فِسْقًا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ (پ ۸، ع ۵، س انعام)

آیت ۴: وَمَا اُہِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ بِہٖ۔ (پ ۱۴، ع ۲۱، س نحل)

ان آیات میں مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کو حرام فرمایا گیا۔ تحقیق طلب بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ سے مراد کیا ہے؟ اس کے لیے ذیل کے حوالے ملاحظہ کیجئے:

مفردات راغب اصفہانی صفحہ ۵۶۶ مطبع میمنیہ مصر:

قَوْلُہٗ وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اَیْ مَا ذُکِرَ عَلَیْہِ غَیْرُ اِسْمِ اللّٰہِ وَھُوَ مَا کَانَ یُذْبَحُ لِاَجْلِ الْاَصْنَامِ۔	ما اھلّ بہ لغیر اللّٰہ یعنی وہ جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا، یہ وہ جانور ہے جو بتوں کے لیے ذبح کیا جاتا تھا۔

تفسیر جلالین پ ۲، ع ۵:

وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اَیْ ذُبِحَ عَلٰی اِسْمِ غَیْرِہٖ وَالْاِہْلَالُ رَفْعُ الصَّوْتِ وَکَانُوْا یَرْفَعُوْنَہٗ عِنْدَ الذَّبْحِ لِاٰلِھَتِھِمْ۔	مَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا اور اہلال کے معنی آواز بلند کرنا ہیں اور مشرکین اپنے معبودوں کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کرتے تھے۔

تفسیر مدارک تحت آیت مذکورہ بالا:

وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ اَیْ ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ فَذُکِرَ عَلَیْہِ غَیْرُ اِسْمِ اللّٰہِ وَاَصْلُ الْاِہْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ اَیْ رُفِعَ بِہِ الصَّوْتُ لِلصَّنَمِ وَذٰلِکَ	وَمَا اُہِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ یعنی جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا اس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا اور اصل میں اہلال آواز بلند کرنا ہے یعنی اس کے ساتھ بت کے لیے آواز بلند کی گئی اور اہل جاہلیت

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قَوْلُ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى۔

کا بنام لات وعزّیٰ کہنا تھا لات وعزّیٰ مشرکین کے بتوں کے نام ہیں ان کے لیے جو جانور قربانی کرتے تھے اس کو بنام لات وعزّیٰ کہہ کر پکارتے تھے۔

تفسیر لباب التاویل جلد ا ص ۱۱۵ :

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِيْ وَمَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَالطَّوَاغِيْتِ وَاَصْلُ الْاِهْلَالِ رَفْعُ الصَّوْتِ وَ ذٰلِكَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَصْوَاتَهُمْ بِذِكْرِ اٰلِهَتِهِمْ اِذَا ذَبَحُوْهَا۔

مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی جو بتوں اور باطل معبودوں کے لیے ذبح کیا گیا۔ اہلال اصل میں آواز بلند کرنا ہے اور یہ بات یوں ہے کہ مشرکین اپنے معبودوں کے ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے تھے جس وقت کہ ان کے لیے ذبح کرتے تھے۔

تفسیر علامہ ابی السعود جلد ۲ ص ۱۲۱ :

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ اَیْ رُفِعَ بِهِ الصَّوْتُ عِنْدَ ذِبْحِهٖ لِلصَّنَمِ۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ یعنی وہ چیز جس کو بُت کے لیے ذبح کرنے کے وقت آواز بلند کی گئی ہو۔

تفسیر کبیر جلد ۲ ص ۱۲۰ :

فَمَعْنٰى قَوْلِهٖ وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَعْنِيْ مَا ذُبِحَ لِلْاَصْنَامِ وَهُوَ قَوْلُ مُجَاهِدٍ وَالضَّحَّاكِ وَقَتَادَةَ وَ وَقَالَ رَبِيْعُ ابْنُ اَنَسٍ وَ ابْنُ زَيْدٍ يعني مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ وَهٰذَا الْقَوْلُ اَوْلٰى لِاَنَّهٗ اَشَدُّ مُطَابَقَةً لَّفْظًا

مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے معنے یہ ہیں کہ جو بتوں کے لیے ذبح کیا گیا ہو۔ یہ قول مجاہد وضحاک وقتادہ کا ہے۔ ربیع ابن انس اور ابن زید نے کہا یعنی وہ جس پر غیر نام خدا ذکر کیا گیا ہو اور یہ قول اولیٰ ہے کیونکہ اس میں مطابقت لفظی زیادہ ہے۔

ان تمام تفاسیر معتبرہ سے ثابت ہوا کہ وقت ذبح جس جانور پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے اس کا کھانا حرام ہے جیسا کہ مشرکین عرب بتوں کی قربانی کے جانوروں کو ان کے ناموں پر ذبح کرتے تھے۔ جس جانور پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا اگرچہ عمر بھر اس کو غیر کے نام سے پکارا ہو۔ مثلاً یہ کہا ہو زید کی گائے، عبدالرحمن کا دُنبہ، عقیقہ کا بکرا، ولیمہ کی بھیڑ۔ مگر وقت ذبح بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو اللہ کے سوا کسی اور کا نام نہ لیا گیا ہو تو وہ حلال طیب ہے۔ ما اهل به لغير الله میں داخل نہیں۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ۔ (پ ۸، ع ۱۴)

اور اُسے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور یہ بے شک حکم عدولی ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

توجس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور وہ نام خدا پر ذبح کیا گیا ہو اس کو کون حرام کرے گا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ۔ (پ ۸ - ع ۱)

تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو۔

اس کے بعد کی آیت میں فرمایا:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔

تفسیر احمدی مطبوعہ کلکتہ ص ۴۰:

وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ معناه ذُبِحَ بِهِ لِاسْمِ غَيْرِ اللّٰهِ مِثْلُ لَاتٍ وَعُزّٰى وَأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ فَإِنْ أَفْرَدَ بِهِ اسْمَ غَيْرِ اللّٰهِ أَوْ ذَكَرَ مَعَهُ اسْمَ اللّٰهِ عَطْفًا بِأَنْ يَقُولَ بِاسْمِ اللّٰهِ وَمُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ بِالْجَرِّ حَرُمَ الذَّبِيحَةُ وَإِنْ ذَكَرَ مَعَهُ موصولًا لَا مَعْطُوفًا

ما اهل به لغیر اللہ کے معنی یہ ہیں کہ غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ مثلاً لات وعزیٰ وغیرہ بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، یا انبیا علیہم السلام وغیرہم کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ تو اگر تنہا غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا یا اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عطف کرکے دوسرے کا نام ذکر کیا اس طرح باسم اللہ و

بِأَنْ يَقُولَ بِاسْمِ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ كُرِهَ وَلَا يَحْرُمُ وَإِنْ ذَكَرَ مَفْصُولًا بِأَنْ يَقُولَ قَبْلَ التَّسْمِيَةِ وَقَبْلَ أَنْ تُضْجَعَ الذَّبِيحَةُ أَوْ بَعْدَهُ لَا بَأْسَ بِهِ هٰكَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَمِنْ هٰهُنَا عُلِمَ أَنَّ الْبَقَرَةَ الْمَنْذُورَةَ لِلْأَوْلِيَاءِ كَمَا هُوَ الرَّسْمُ فِي زَمَانِنَا حَلَالٌ طَيِّبٌ لِأَنَّهُ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ غَيْرِ اللّٰهِ عَلَيْهَا وَقْتَ الذَّبْحِ وَإِنْ كَانُوا يَنْذِرُونَهَا۔

محمد رسول اللہ کہا اور لفظ محمد کے جر یعنی زیر کے ساتھ عطف کرکے تو ذبیحہ حرام ہے اور اگر نام خدا کے ساتھ ملا کر دوسرے کا نام بغیر عطف کے ذکر کیا، مثلاً یہ کہا باسم اللہ محمد رسول اللہ تو مکروہ ہے حرام نہیں۔ اور اگر غیر کا نام جدا ذکر کیا اس طرح کہ باسم اللہ کہنے سے پہلے اور جانور کو لٹانے سے قبل یا اس کے بعد غیر کا نام لیا تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسا ہی ہدایہ میں ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جو گائے اولیاء کے لیے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے وہ حلال طیب ہے اس لیے کہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ وہ ان کے لیے نذر کرتے ہوں۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح معلوم ہو گیا کہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ سے اس ذبیحہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے جس کو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، اور وقتِ ذبح غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔ اس کے علاوہ کوئی اور چیز یہ آیت حرام نہیں کرتی، نہ فقیر والا آم جس پر ہمیشہ فقیر کا نام پکارا جاتا ہے نہ اور کوئی چیز جو کسی کے نام سے مشہور ہو نہ وہ ذبیحہ جس پر ذبح سے قبل یا بعد غیر خدا کا نام ذکر کیا گیا ہو حتیٰ کہ اگر مذبح میں خاص قربانی کے دن یہ کہا جائے کہ پہلے عبدالرب کی گائے ذبح ہوگی پھر عبدالکبیر کی پھر رسول بخش کی، اور اس کے بعد وہ گائیں صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کی جائیں تو وہ حلال ہیں۔ قربانی مقبول ہے اور ایسے اطلاقات بکثرت احادیث میں ملتے ہیں۔ لہٰذا فاتحہ و نیاز و صدقات و خیرات وغیرہ کو مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل کرنا قرآن کریم کے معنی کی تبدیل اور تمام تفاسیر معتبرہ کی مخالفت اور غلط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

★ **سوال ۲:** اولیاء کے مزارات پر جانا، پھول، شیرینی، عطر، چادریں چڑھانا۔ اگر کی بتیاں سلگانا، ان سے مدد طلب کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: قبروں کی زیارت کے لیے جانا سنت ہے۔ اس میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ
زَارَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ	عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ
قَبْرَ اُمِّهٖ۔ (رواہ مسلم از مشکوٰۃ ص ۱۵۴)	کی قبر کی زیارت فرمائی۔

اسی طرح شہدائے اُحد کے مزارات پر اور دوسری قبور پر حضور کا زیارت کے لیے تشریف لے جانا احادیث سے ثابت ہے اور حضورؐ نے زیارت کا حکم بھی دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں یہ بھی وارد ہے:

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا	قبروں کی زیارت کرو اس سے
تُذَكِّرُ الْمَوْتَ۔	موت یاد آتی ہے۔

قبروں پر پھول ڈالنا

پھول قسم نباتات سے تر چیز ہے جب تک اُن میں تری ہے زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ	اور اس کی تسبیح سے صاحبِ قبر
بِحَمْدِهٖ۔	کو اُنس ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر تر شاخیں جمائیں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے:

ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ كُلِّ	ایک تر شاخ لے کر اس کے
قَبْرٍ وَاحِدَةً۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۲)	دو حصے کیے اور ہر قبر میں جمایا۔

علماء نے اسی حدیث سے قبروں پر سبزہ اور پھول ڈالنے پر استدلال کیا ہے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

"وتمسک کنند ایں جماعت بایں حدیث در انداختن سبزہ وگل ریحاں بر قبور۔"

(اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص ۱۶۱ مطبوعہ کلکتہ)

طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۳۶۴ میں ہے:

قَدْ اَفْتٰی بَعْضُ الْاَئِمَّةِ مِنْ مُتَاَخِّرِیْ اَصْحَابِنَا بِاَنَّ مَا اُعْتِیْدَ مِنْ وَضْعِ الرَّیْحَانِ وَالْجَرِیْدِ سُنَّةٌ لِهٰذَا الْحَدِیْثِ۔

ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بعض اماموں نے فتویٰ دیا کہ ہمارے زمانہ میں قبروں پر پھول اور تر شاخیں ڈالنے کا جو دستور ہے یہ سنّت ہے اور حدیث جریدہ سے ثابت ہے۔

اس مسئلہ کی کامل تحقیق وتنقیح فقیر کی کتاب فوائد النور میں ہے۔

شیرینی، عطر، لوبان، عود، اگر وغیرہ خوشبوئیں

فقرا مزار کے لیے شیرینی اور زائرین کی راحت اور تلاوتِ قرآن مجید کی عظمت کے لیے خوشبو کی چیزوں کا قبر کے پاس لے جانا جائز ہے۔ یہ کوئی چیز بھی میت کے لیے نہیں ہوتی۔ وہاں کے زائرین وحاضرین وفقرا کے لیے ہوتی ہے اور جس سے کسی کو آرام پہنچے وہ خدا کے لیے خرچ کرنا صدقہ ہے اور صدقات سے اموات کو ثواب پہنچانا احادیث سے ثابت اور اہل سنّت کا مذہب ہے۔

عَنْ اَنَسٍ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْ لَهُمْ فَهَلْ یَصِلُ ذٰلِكَ اِلَیْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّهٗ لَیَصِلُ وَیَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا یَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِیَ اِلَیْهِ رَوَاهُ اَبُوْحَفْصِ الْعُكْبَرِیُّ فَلِلْاِنْسَانِ اَنْ یَجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرِهٖ عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ صَلٰوةً كَانَ اَوْ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاءَةً لِلْقُرْاٰنِ اَوِ الْاَذْكَارِ اَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَیَصِلُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مردوں کے واسطے صدقہ دیتے ہیں اُن کے لیے حج کرتے ہیں۔ کیا یہ انھیں پہنچتا ہے؟ فرمایا: ہاں ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق (سینی) پر خوش ہو جبکہ اس کو ہدیہ کیا جائے۔ اس حدیث کو ابوحفص عکبری نے روایت کیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آدمی کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب غیر کو دے۔ یہی اہل سنّت و جماعت کا مذہب ہے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ یا قرآن شریف کی تلاوت یا ذکر یا ان کے علاوہ اور نیکیاں۔ اور یہ میت کو پہنچتا ہے اور اس کو

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ذٰلِكَ اِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهٗ قَالَهُ الزَّيْلَعِيُّ فِيْ بَابِ الْحَجِّ عَنِ الْغَيْرِ

نافع ہوتا ہے۔ زیلعی نے باب حج عن الغیر میں یہی کہا ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح ص ۳۶۳)

قبر پر چادر ڈالنا

چادر بزرگوں کے مزارات پر اس غرض سے ڈالی جاتی ہے کہ عوام کی نظر میں ان کی تعظیم ہو اور زائرین ادب سے حاضر ہوں۔ یہ جائز ہے۔ ردّالمحتار جلد ۵ ص ۲۴۹ میں ہے:

كُرِهَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ وَضْعُ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلَى قُبُوْرِ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَوْلِيَاءِ قَالَ فِيْ فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَتُكْرَهُ السُّتُوْرُ عَلَى الْقُبُوْرِ اهـ وَلٰكِنْ نَحْنُ نَقُوْلُ الْاٰنَ اِذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيْمَ فِيْ عُيُوْنِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ الْقَبْرِ وَبِجَلْبِ الْخُشُوْعِ وَالْاَدَبِ لِلْغَافِلِيْنَ الزَّائِرِيْنَ فَهُوَ جَائِزٌ لِاَنَّ الْاَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ۔

بعض فقہاء نے پردے اور عمامے اور کپڑے صالحین اور اولیاء کی قبروں پر ڈالنے کو مکروہ رکھا۔ فتاوی حجہ میں کہا کہ پردے قبروں پر مکروہ ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس وقت جب عوام کی نظر میں تعظیم مقصود ہو تاکہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ جانے اور غافل زائر سے طلب ادب اخلاص منظور ہو جائز ہے کیونکہ اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔

مدد طلب کرنا

مقبولانِ بارگاہِ الٰہی سے مدد طلب کرنا اور انھیں بارگاہِ حق میں حصولِ مراد کے لیے ذریعہ بنانا بے شبہ جائز ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں تحریر فرماتے ہیں:

باید دانست کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد بر آں غیر باشد و اورا مظہر عونِ الٰہی نداند حرام است و اگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عونِ الٰہی دانستہ و بکارخانہ اسباب و حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و انبیا و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و درحقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست لاغیر۔

(تفسیر فتح العزیز ص ۱۰)

سمجھنا چاہیے کہ غیر سے اس طرح مدد چاہنا کہ اسی پر بھروسہ ہو اور اس کو مددِ الٰہی کا مظہر بھی نہ جانے حرام ہے اور اگر توجہ صرف حضرت حق کی طرف ہے اور غیر کو مددِ الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانہ حکمتِ اسباب میں نظر کرکے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے تو یہ عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں بھی جائز و روا ہے اور انبیا و اولیا نے بھی غیر سے اس طرح کی مدد طلب کی ہے اور درحقیقت یہ استعانت غیر کے ساتھ نہیں بلکہ حضرت حق ہی کے ساتھ ہے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حصن حصین کی حدیث میں وارد ہوا:

وَاِنْ اَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ ۔ (ص ۲۰۲)	اور اگر مدد چاہے تو چاہیے کہ کہے اے خدا کے بندو! میری مدد کرو۔ اے خدا کے بندو! میری مدد کرو۔ اے خدا کے بندو! میری مدد کرو۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں حضرت شیخ ابو العباس احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں: ؎

اَنَا لِمُرِيْدِيْ جَامِعٌ لِشَتَاتِهٖ
اِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَةٍ
وَاِنْ كُنْتَ فِيْ ضِيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ
فَنَادِ بِيَا زَرُّوْقُ آتِ بِسُرْعَةٍ

میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں دل جمعی کرنے والا ہوں، جبکہ جو زمانہ سختیوں سے اس پر حملہ آور ہو۔ اگر تو تنگی اور سختی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار، میں جلد آؤں گا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے قبل اہل کتاب کا اپنے حاجات و مشکلات میں آپ کے وسیلہ سے دعائیں مانگنا اور مرادیں پانا خود قرآن کریم میں مذکور ہے: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔

سوال ۳: محفل میلاد شریف جس میں ذکرِ ولادت اور قیام بوقت ذکرِ ولادت ہوتا ہے۔ آخر میں شیرینی تقسیم کی جاتی ہے، جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: محفلِ میلاد شریف جائز اور موجب برکت ہے کہ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہوا:

رَوٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبِّیْ وَرَبَّكَ يَقُوْلُ اَتَدْرِیْ كَيْفَ رَفَعْتُ لَكَ ذِكْرَكَ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِیْ وَقَالَ ابْنُ عَطَاءٍ جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِيْمَانِ بِذِكْرِيْ مَعَكَ وَقَالَ اَيْضًا جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِّنْ ذِكْرِيْ فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ۔ (شفا شریف - ج ۱ - ص ۱۵)	حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل نے میری خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا اور آپ کا رب فرماتا ہے کیا تم جانتے ہو میں نے تمہارا ذکر کس طرح بلند کیا۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول جانے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ کا ذکر میرے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ابن عطا نے اس کے معنے میں کہا میں نے ایمان کی تکمیل یہی قرار دی کہ میرا ذکر آپ کے

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ذکر کے ساتھ ہو اور یہی ابن عطا
نے کہا کہ میں نے آپ کو اپنے
اذکار میں سے ایک ذکر کیا تو
جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے
میرا ذکر کیا۔

اور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر جا بجا قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔ کہیں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ فرمایا، کہیں قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ارشاد کیا، کہیں لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِہِمْ فرمایا، کہیں ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ وارد ہوا۔ غرض جا بجا مختلف عنوانوں سے مختلف صفتوں سے جدا جدا انداز مدح و ثنا کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رونق افروزی کا ذکر ہے جس حبیب کی تشریف آوری کا ذکر اس اہتمام کے ساتھ قرآن عظیم میں ہو اور پہلے انبیا بھی اُن کی ولادت مبارکہ کا مژدہ سناتے آئے ہوں جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت وارد ہوا کہ آپ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت دی مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔

تو پھر کون مسلمان ہے جو حضور کے ذکر تشریف آوری کی محفل شریف کے جواز میں تردد کرے یا اس کو بدعت و ناروا کہہ سکے۔ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا بیان میلاد مبارک تو ابھی آیت میں مذکور ہو چکا تو کیا ایسا ہی عمل بدعت ہوتا ہے

جو قرآن کریم میں ہو، انبیا کرتے آئے ہوں بلکہ ہر نبی کا ذکر ولادت موجب برکت ہے حضرت موسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کو ہدایت فرمائی تھی کہ انبیا کی تشریف آوری کا ذکر کریں۔ اس کا قرآن پاک میں بیان ہوا۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰا قَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَآءَ۔

جب موسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے قوم! تم اللہ کی نعمت کا ذکر کرو جو تم پہ ہے کہ اس نے تم میں انبیا پیدا کیے۔

ان آیات باہرات کے ہوتے ہوئے کون مسلمان ہوگا جو ذکر ولادت کی محفل کے جواز میں شبہ کر سکے۔ رہا ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا، وہ ظاہر ہے کہ تعظیم ذکر تشریف آوری کے لیے ہے اور کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ تعظیم کے سوا قیام کی کوئی اور جہت ہو سکتی ہے اور تعظیم کے لیے قرآن عظیم میں ارشاد ہوا:

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ۔ یعنی آپ کی تعظیم و توقیر کرو۔

تو جب آپ کی تعظیم و توقیر کا حکم ہے تو قیام تعظیمی عین مطابق حکم الٰہی ہوا۔ علاوہ ازیں کسی سرور دینی کے لیے قیام کرنا سنت صحابہ بھی ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مسئلہ سننے کے شوق میں قیام فرمایا۔

قُلْتُ تَوَفَّی اللّٰہُ تَعَالٰی نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قَبْلَ اَنْ نَسْئَلَهُ عَنْ نِجَاتِ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ قَدْ سَئَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۶)

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور ہم اس امر کی نجات آپ سے دریافت نہ کر سکے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور سے دریافت کر لیا ہے (اس کو سننے کے شوق میں حضرت عثمان غنی فرماتے ہیں) میں کھڑا ہو گیا۔

اس سے معلوم ہوا کسی پیارے ذکر اور محبوب بیان کے شوق میں کھڑا ہو جانا اصحابِ رسول میں سے ایک خلیفۂ برحق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

تم پر میری سنت بھی لازم اور میرے خلفائے راشدین کی سنت بھی لازم۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فعل خود ہی ہمارے لیے بحکم حدیث سنت ہے اور آپ ہمارے دین کے مقتدائے اعظم ہیں لیکن یہ اور فزوں تر ہے کہ

آپ کا یہ فعل شریف حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی موجودگی میں صادر ہوا۔ تو اس فعل پر ان دونوں حضرات کا اتفاق ہے۔ اس حدیث سے سامعین کا قیام بھی ثابت ہوا اور حدیث شریف میں خود سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر پر قیام فرما کر اپنی پیدائش کا ذکر فرمانا موجود ہے۔

حدیث: فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ (الی ان قال) فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا۔ (رواہ الترمذی — مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۳)

تقسیم شیرینی

ظاہر ہے کہ ایک نیکی ہے مسلمانوں کو ہدیہ دینا ان کی مجلس میں کوئی چیز تقسیم کرنا کہیں بھی قابلِ سوال نہیں ہوتا۔ ختم بخاری میں شیرینی تقسیم ہوتی ہے مدارس اسلامیہ میں معمول ہے علماء کا عموماً اس پر عمل ہے اس کو کوئی نہیں دریافت کرتا۔ مگر مجلس میلاد شریف کی کچھ ایسی خصوصیت ہے جس کے لیے بہت کد و کاوش کی جاتی ہے تو بحمد اللہ کسی ذکرِ جمیل کے بعد مسلمانوں میں کچھ تقسیم کرنا یہ بھی خلیفۂ دوم حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ آپ نے سورۂ بقر شریف ختم فرما کر اونٹ ذبح فرمایا اور پکوا کر اصحابِ کبار کو کھلایا۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بیہقی در شعب الایمان از ابن عمر روایت کردہ کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ بقر را بحقائق آں در مدت دوازدہ سال خواندہ فارغ شدند و روز ختم شترے را کشتہ طعام وافر پختہ یاران حضرت پیغمبر خورانیدند۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۂ بقر کو اس کے حقایق و دقائق کے ساتھ بارہ سال میں پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے ختم کے روز ایک اونٹ ذبح فرما کر بہت کثیر کھانا پکوایا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلایا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ذکر جمیل کے بعد سرور دینی کے لیے تقسیم و اطعام طعام خلیفۂ دوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔ الحمد للہ مسئلہ میلاد مبارک کے متعلق تمام موافقت کیے ہوئے امور کو دلائل قویہ معتبرہ سے مصرح بیان کر دیے گئے۔

سوال: گیارھویں، بارھویں، تیرھویں وغیرہ کو بزرگانِ دین کی فاتحہ شیرینی پر یا کھانے پر اس کو سامنے رکھ کر قرآن اور درود پڑھنا، ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا، اس کا عام مسلمانوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: سوال ۱ کے جواب میں مراقی الفلاح سے حدیث نقل کی گئی۔

اور اہلسنت کا مذہب بیان کیا گیا جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر عبادت خواہ بدنی ہو یا مالی، صدقہ ہو یا تلاوتِ قرآن کریم یا ذکر سب کا ثواب اموات کو پہنچتا ہے۔ گیارھویں بارھویں، تیرھویں ہو یا سوم، دہم، بستم، چہلم یا کوئی عرس سب میں اطعام طعام و صدقہ و تلاوت و ذکر اللہ ہی ہوتا ہے اور اس کا ثواب بزرگان اور اموات کی روحوں کو پہنچایا جاتا ہے۔ عبادت مذکورہ بالا اور اس حدیث سے جو اس عبارت میں منقول ہے ان امور کا جائز اور نافع اور سبب خوشنودی ارواح ہونا ثابت ہے۔ رہا سامنے رکھنا، اس کی نسبت سوال بہت عجیب ہے، کھانا سامنے ہی رکھنے کی چیز ہے۔ پس پشت رکھنا اس کا کسی صاحب کو ثابت ہوا تو وہ اس کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ جو چیز خدا کی راہ میں دینے کے لیے سامنے لائی جائے، یہ سامنے لانا تملیک و تمکین کے لیے ہے کہ قبضہ متحقق ہو جائے جو صدقہ و ہبہ کی صحت کے لیے ضروری ہے۔ درمختار میں ہے:

وَالصَّدَقَةُ كَالْهِبَةِ بِجَامِعِ التَّبَرُّعِ وَحِينَئِذٍ لَا تَصِحُّ غَيْرُ مَقْبُوضَةٍ۔

اور اسی میں ہے:

والتمکن من القبض کالقبض۔

لہذا سامنے لانا صحتِ صدقہ کے لیے ہے۔ جو شخص فقہ جانتا ہو اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں کھانے سے قبل ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا خود حضورِ اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے:

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَیْهِ وَهُوَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰی آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ ثُمَّ اَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِنَ الطَّعَامِ۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک اٹھا کر دُعا فرمائی۔ اس کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ اور یہ کون مسلمان نہیں جانتا کہ کھانا شروع کرنے کے وقت بسم اللہ پہلے پڑھنا چاہیے، تو بسم اللہ قرآن نہیں ہے یا بسم اللہ پڑھتے وقت کھانے کو سامنے سے ہٹا دینا شریعت نے لازم کیا ہے؟ معاذ اللہ۔ قرآن پاک کی تلاوت سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ صدقہ ایک نیکی ہے، تلاوت دوسری نیکی۔ نیکی کے ساتھ نیکی ملانا نیکیوں کی زیادتی ہے۔ اور دُعا میں ہاتھ اٹھانا یہ سنت دعا ہے۔ احادیث سے ثابت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعاؤں میں ہاتھ اٹھاتے تھے، صحابہ دعاؤں میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ یہ ہاتھ طلب سوال کے لیے اللہ کے حضور پھیلائے جاتے ہیں۔ بندے کی سعادت ہے اور اس کے مانگنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے: اللہ تبارک وتعالیٰ کا بندہ جب اُس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دُعا مانگتا ہے اُسے شرم آتی ہے کہ اس کو خالی ہاتھ واپس فرمائے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّكُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِیْ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ اِلَیْهِ اَنْ یَّرُدَّهُمَا صِفْرًا

رواہ الترمذی وابوداؤد والبیہقی۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۵)

ایصالِ ثواب کے لیے جو خرچ کیا جاتا ہے وہ صدقہ نافلہ ہے اور صدقہ نافلہ کا کھانا فقرا اور اغنیا سب کے لیے جائز ہے۔ فتاویٰ عزیزیہ میں ہے:

"واگر مالیدہ وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند مضائقہ نیست۔"

یعنی اگر مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکا کر کھلائیں مضائقہ نہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اسی فتاوے میں فرماتے ہیں:

"واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن ازاں جائز است۔"

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ کی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔ غایت یہ ہے کہ صدقہ غنی کے حق میں ہبہ ہو جائے جیسا کہ ردالمحتار صفحہ ۲ میں ہے:

اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَی الْغَنِیِّ هِبَةٌ۔

تو ہبہ بھی شرعاً جائز ومستحسن ہے اور مسلمانوں میں ازدیادِ محبت کا باعث ہے۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ۔

★ **سوال ۵**: تیجہ میں تیسرے دن کا تعین، قرآن اور کلمہ پڑھنا، چنے کی تقسیم اور کھانا کھلانا خواہ وہ عزیز ہوں یا دوست یا مساکین، جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: کوئی شے کسی کی رائے سے ناجائز وحرام نہیں ہو سکتی۔ تیجے کے منع کرنے والے اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل شرعی نہیں رکھتے اور ان کا اپنا قول شرع میں معتبر نہیں۔ ذکر وتلاوت صدقہ امورِ خیر ہیں۔ اور یہی تیجہ میں ہوتا ہے اور یہی اس کی

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

حقیقت ہے اور اموات کو نیکیوں کا ثواب پہنچانا اور اس سے ان کا نفع پانا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے۔ اس کا اوپر بیان ہو چکا۔ اب رہی یہ بات کہ اس سلسلہ میں دو چار غیر محتاج لوگوں کو بھی کھلا دیا تو واقعہ یہ ہے کہ تیجہ میں اغنیا کا کھلانا مقصود تو ہوتا نہیں لیکن اگر وقت پر دو ایک آدمی ایسے موجود ہوئے جو حاجت مند نہیں ہیں یا اہل میت کی ہمدردی میں اس انتظام کے لیے آ گئے ہیں ان کو اگر کھلایا تو یہ بھی احسان ہے۔ اس سے صدقہ کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔ اس کی تفصیل اوپر کے جواب میں مذکور ہو چکی۔

تیسرے دن کا تعین

تیسرے دن کا تعین محض آسانی کے لیے ہے کہ وہ تعزیت کا سب سے پچھلا دن ہے جس کے بعد پھر مقامی لوگوں کو تعزیت مکروہ ہو جائے گی۔ اس دن سب لوگ تعزیت کے لیے پہنچ جاتے ہیں اور بآسانی بغیر کسی دعوت و طلب کے اجتماع ہو جاتا ہے۔ ایسا تعین شریعت میں ممنوع نہیں ورنہ دین و دنیا کے تمام کام ناجائز ہو جائیں۔ مدارس میں تعطیل کے دن معین ہیں لوگ اپنے اوراد و وظائف کے لیے وقت معین کرتے ہیں، وعظ اور دستار بندی کے جلسوں اور تمام تقریبات کے لیے دن معین کیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی چیز ناجائز نہ ہو تو تیجہ کیوں ناجائز ہو جائے۔ یہ بھی نہیں ہے کہ کوئی یہ سمجھتا ہو کہ نیکیوں کا ثواب تیسرے ہی دن پہنچتا ہے ایسا سمجھنے والا کوئی شخص نہیں۔ تیجہ کرنے والے مرنے کے وقت سے ایصالِ ثواب

شروع کر دیتے ہیں۔ میت کے دفن ہونے سے پہلے قرآن شریف اور کلمہ شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ دفن کر کے صدقہ دیتے ہیں۔ روز فاتحہ کرتے ہیں اور ثواب پہنچاتے ہیں۔ ان کی نسبت یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ تیسرے دن کے سوا اور کسی دن ثواب پہنچانے کے قائل نہیں ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی نیکیوں کے لیے اوقات کا معین کرنا ثابت ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں خود شاہ صاحب کے یہاں بھی تیجہ ہونا مذکور ہے۔ ملفوظات صفحہ ۱۲ میں ہے:

"روز سیوم ہجوم مردم آن قدر بود کہ بیرون از حساب است۔ ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمد و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست۔" واللہ تعالیٰ اعلم

★ **سوال ۷**: شب برات کو حلوہ پکانا حرام بتاتے ہیں اس کو قرآن و حدیث سے ثابت فرمائیے کہ حلوہ پکانا جائز ہے یا نہیں؟ اور کوئی شخص اپنی رائے سے کسی چیز کو حرام کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب: شب برات بہت برکت والی رات ہے۔ شریعت میں اس کی بہت فضیلتیں وارد ہیں۔ اکثر مفسرین کا قول ہے کہ آیۂ مبارکہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ میں شب برات ہی کا بیان ہے۔ احادیث میں اس شب کی بہت فضیلتیں وارد ہوئی ہیں اور اس شب میں عبادتوں اور نیکیوں اور استغفار کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ابن ماجہ کی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اللہ تبارک و تعالیٰ غروبِ آفتاب سے طلوعِ فجر تک اپنی شانِ رحمت سے آسمانِ دُنیا کی طرف متوجہ ہو کر استغفار کرنے والوں اور روزی مانگنے والوں اور مصیبتوں سے رہائی چاہنے والوں کو ندائیں فرماتا ہے کہ وُہ اپنی حاجت طلبی کریں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اس شب میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ نیکیوں کی کثرت اور مُردوں کو ثواب پہنچانا اس شب میں سنّت ہے اطعام طعام بھی نیکی ہے اور طعام میں جو لذیذ تر ہو اس کا خرچ کرنا اور بہتر۔ مسلمان حلوے کو بہت نفیس غذا سمجھ کر خرچ کرتے ہیں وہ اس کا اجر پائیں گے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔

تفسیر مدارک میں ہے:

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّهٗ كَانَ يَشْتَرِيْ اَعْدَالَ السُّكَّرِ وَيَتَصَدَّقُ بِهَا فَقِيْلَ لَهٗ لِمَا لَا تَتَصَدَّقُ بِثَمَنِهَا قَالَ لِاَنَّ السُّكَّرَ اَحَبُّ اِلَيَّ فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنْفِقَ مِمَّا اُحِبُّ۔	حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ شکر کی بوریاں خرید کر صدقہ فرمایا کرتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کہ آپ اس کی قیمت صدقہ کیوں نہیں کر دیتے؟ فرمایا کہ شکر مجھے پسند ہے تو میں چاہتا ہوں کہ وہی چیز خرچ کروں جو مجھے پسند ہے۔

ثابت ہُوا کہ شئی مرغوب و محبوب کا خرچ کرنا اس آیت کی تعمیل ہے۔ حلوہ مسلمانوں کو مرغوب و محبوب ہے، اس کو اللہ کے لیے خرچ کرتے ہیں، تو اس آیت کا مصداق ہیں اور اللہ سے اجر پائیں گے۔ جو شخص اس کو حرام کہتا ہے وہ گمراہ ہے کہ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز کو محض اپنی رائے سے حرام کہتا ہے اور شریعت میں اپنی رائے کو دخل دیتا ہے اور احکامِ الٰہی کو بدلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔

اے ایمان والو! حرام نہ کرو ان پاک چیزوں کو جنھیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کیا اور حد سے نہ گزرو۔ اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات میں ہے:

باز از ابتدائے کرامت شب برات فرمود کہ در شب پانزدہم شعبان بعد عشا قریب سنہ وصال بخانہ آمدہ بود کہ ناگاہ جبرئیل آمد و گفت آں روز شب مبارک و تقسیم برات یکسالہ ست برخیزد برائے مردگان مدفونان جنت البقیع در انجا رفتہ دعا کن۔ چنانچہ آنحضرت ہمچنیں کردند برائے آں رسم فاتحہ دریں شب ست خواہ نان و حلوا خواہ ہرچہ خواہد مگر در ہند حلوا می باشد و در بخارا و سمرقند قتلما وغیرہ می کنند۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنہ وصال کے قریب شب برات کو عشا کی

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نماز کے بعد دولت سرائے اقدس میں تشریف لائے۔ اچانک جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یہ مبارک رات ہے۔ آج سال بھر کے حصے تقسیم ہوں گے جنت بقیع تشریف لے جاکر وہاں کے مردوں کے لیے دعا کیجئے۔ حضور نے ایسا ہی کیا۔ اسی وجہ سے اس شب میں فاتحہ کا دستور ہے۔ خواہ حلوا روٹی ہو خواہ اور کچھ۔ مگر ہندوستان میں حلوا ہوتا ہے اور بخارا اور سمرقند میں قلما وغیرہ کرتے ہیں۔

شاہ صاحبؒ کے کلام سے معلوم ہوا کہ یہ سب حدیث شریف کے مطابق ہے۔

سوال: ہر ایک بات کو وہابیہ بدعت کہتے ہیں۔ یہ بدعت کیا چیز ہے؟

الجواب: بدعت لغت میں ہر نئی بات کو کہتے ہیں اور شرع میں اکثر اطلاق اس کا ایسے امور پر ہوتا ہے جن کو کسی نے ایجاد کرکے دین میں داخل کیا ہو اور اس کی اصل مثل شرع میں نہ پائی جائے اور اس سے کوئی سنت اٹھ جاتی ہے۔ جیسے رفض و خروج و وہابیت و مرزائیت اسی کو بدعت سیئہ اور بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ اسی کی برائی احادیث میں آئی ہے۔ مجمع البحار میں اس کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے: مَاکَانَ بِخِلَافِ مَا اُمِرَ بِہٖ۔ یعنی جو حکم شرع کے خلاف ہو۔ اور بدعت یعنی لغوی دو قسم پر منقسم ہوتی ہے، ایک بدعت ہدیٰ جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں۔ دوسری بدعت ضلالت جس کو بدعت سیئہ کہتے ہیں۔ مجمع البحار میں ہے: "ھِیَ نَوْعَانِ بِدْعَۃُ ھُدًی وَبِدْعَۃُ ضَلَالَۃٍ"۔ اھ ھذا وللتفصیل مقام آخر واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم وعلمہ عزّ اسمہ اتقن واحکم۔

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین
محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین
۲۳ شوال ۱۳۵۳ھ

★ **سوال ۸:** فاتحہ پڑھنے یعنی ایصالِ ثواب کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ یہ تحریر فرما دیا جائے تاکہ ہم اس طریقہ سے اپنے بزرگوں کو ثواب بخشیں۔ (سائل عبدالعزیز)

الجواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

قرآن مجید کی تلاوت یا کھانے وغیرہ کا ثواب بزرگانِ دین، انبیاء کرام، اولیاء عظام یا اپنے عزیز و اقارب کو ہبہ کرنا، اس کو عرف عام میں فاتحہ پڑھنا یا فاتحہ دینا کہتے ہیں۔ چونکہ سورہ فاتحہ اس میں پڑھی جاتی ہے اس لیے اس عمل کو فاتحہ دینا یا فاتحہ پڑھنا کہا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس کھانے وغیرہ کا ثواب بخشنا منظور ہو اس کو سامنے رکھ کر پنج آیت اور درود تاج شریف کی تلاوت کی جائے۔ اس کے بعد ہاتھ پھیلا کر اس طرح دعا کی جائے کہ اے مولا! ہم نے جو کچھ پڑھا اور اس طعام و شیرینی کا ثواب ہمارے آقا و مولیٰ اپنے حبیب سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیجاہ میں اور تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام صحابہ و اہلبیت شہدائے کربلا ازواجِ مطہرات نبی کریم، علماء امت، اولیاء ملت کو عطا فرما۔ (اگر فاتحہ گیارھویں شریف کی ہے تو کہے) خصوصاً حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا غوث پاک کی روح پاک کو (اور اگر سلطان ہند غریب نواز یا کسی اور بزرگ کی فاتحہ ہے تو ان کا نام لے) ثواب عطا کر اور ان کے صدقے میں ہمارے باپ دادا، اعزہ اقارب، دوست، آشنا، تمام مومنین، مومنات، مسلمین، مسلمات کو اس کا ثواب عطا کر۔ اپنے جس عزیز کی فاتحہ ہے اس کا نام مومنین مومنات کے ساتھ ذکر کرے۔

اگر پنج آیت اور درود تاج شریف یاد نہ ہو تو مختصر طریقہ یہ ہے کہ اول تین مرتبہ

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

درود شریف پھر تین مرتبہ سورۂ فاتحہ یعنی الحمد شریف پھر تین مرتبہ سورۂ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰہ شریف پھر تین مرتبہ درود شریف (جو درود شریف بھی یاد ہو) پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگے جو اوپر مذکور ہوئی۔ یہ طریقہ ایصال ثواب کا بزرگان دین سے منقول ہے۔ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

کتبہ العبد المعتصم بذیل النبی الامی

عمر النعیمی

یکم صفر ۱۳۷۲ھ

وہابیت کا جھگڑا

وہابیت سے جو ہندوپاکستان میں ایک نزاع پھیلا ہے اور اس نے مسلمانوں کو اور ان کے نظم کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے وہ بہت افسوسناک ہے۔ ایک گھر میں دُو بھائیوں میں جنگ ہے۔ باپ بیٹوں میں جنگ ہے۔ پڑوسی کی پڑوسی سے لڑائی ہے۔ اہلِ محلہ کی آپس میں مخالفت ہے۔ غرضیکہ کوئی جگہ نہیں جہاں وہابیت نے فتنہ انگیزی نہ کی ہو۔ اور مسلمانوں کی گودوں میں، پہلوؤں میں، سروں پر اُن کے دشمن نہ بٹھا دیے ہوں۔ یہ وبا سرزمین نجد سے اُٹھی۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں حضور سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے صدہا سال پہلے اس کی خبر دی تھی۔ وہ آگ بھڑکی، وہ فتنہ پیدا ہوا اور عبدالوہاب نجدی کے گھر سے نکل کر عرب کے بعض مقامات میں پہنچا جہاں پہنچا وہیں سے روکا گیا۔ نجد کے چھوٹے اور خشک اور بے رونق خطہ کے چند خشک دماغ درندہ صفت انسانوں کے دماغ میں وہابیت کا تخیل گھومتا رہا۔ مگر افسوس کہ جو چیز دنیا کے ہر خطہ نے ٹھکرا دی تھی اس کو ہندوپاکستان میں جگہ ملی۔ اس کا تخم دلّی میں لگایا گیا اور جب کچھ پھوٹا تو اس کو دیوبند میں تربیت دیا گیا۔ وہاں وہ اس قدر بڑھا کہ اس کی شاخیں ہندوپاکستان کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئیں اور اُن سے اس ملک کی فضا مسموم ہو گئی اور اس کے زہریلے اثر نے ملک کے بہت سے نونہالوں کو برباد کر دیا اور فساد کی آگ لگا دی۔ زمانے گزر گئے مگر یہ فتنہ دفع نہ ہوا۔ ستم یہ ہے کہ وہابی فروع

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں سنیوں کے قریب قریب بالکل موافق ہیں۔ اہل سنت کی سی نماز، اہل سنت کا سا روزہ، انھیں کا سا حج وزکوٰۃ۔ غرض عبادات ومعاملات کے تقریباً جملہ مسائل میں اُسی روش پر ہیں۔ وہی کتابیں ہیں جن پر اہل سنت کو اعتماد ہے اور اُن سے وہ تمسک کرتے ہیں۔ ان سب کو وہابی مانتے ہیں۔ حنفیت کے مدعی لیکن بعض عقاید میں اور بعض فرعی مسائل میں اُن کو ایسا تشدد ہے جس سے یہ عظیم الشان اختلاف پیدا ہوگیا اور ان عقاید کے ہوتے ہوئے کوئی صورت نہیں کہ وہابیہ کو اہل سنت مسلمان مانیں اور ان کی امامت جائز سمجھیں۔

وجہ افتراق

یہ بات اور زیادہ قابلِ افسوس ہے کہ جن عقاید کی بنا پر وہابی مسلمانوں سے جُدا ہوئے اور جنگ کا محاذ قایم کیا وہ عقاید ان کے نقطۂ خیال سے بھی ضروری نہیں ہیں مگر باوجود اس کے وہ ان عقاید سے باز نہیں آتے۔ اور انھوں نے ان تمام خانہ جنگیوں کی جو اس فتنہ سے پیدا ہوگئی ہیں کوئی پروا نہیں۔ وُہ اپنی ضد کے پکے اور ہٹ کے پُورے ہیں۔ دنیا تباہ ہوجائے، سر پھٹ جائیں، امن وعافیت برباد ہو، غیر قومیں جری ہوجائیں۔ یہ سب کچھ گوارا ہے مگر اُن غیر ضروری امور کا اور اُن صریح باطل اعتقادات کا ترک کرنا گوارا نہیں۔

امکانِ کذب

وہابیوں کے لیے اُن کے دین اور اعتقاد کی رُو سے کیا یہ ضروری ہے کہ وہ حضرت رب العزت تبارک وتعالیٰ کے لیے کذب جیسے قبیح امر کا امکان ثابت کریں۔ اگر وہابی ایسا نہ کریں، اس کے

در پے نہ ہوں تو کیا وُہ اپنے اعتقاد میں کافر ہوجائیں گے، ایمان سے خارج ہوجائیں گے یا اس مسئلہ کے اعتقاد اور اس کے پھیلانے کی انھیں کیا حاجت ہے؟ وہ کیا مجبور ہیں! کیا قرآن پاک نے اس کی تعلیم دی ہے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے یا ائمہ دین نے مومن ہونے کے لیے ایسا اعتقاد ضروری بتایا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک نئی بات نکال کر دنیا میں فساد پھیلائیں۔ طرح طرح کے الزام اٹھائیں، دنیا کی نظر میں ذلیل و رُسوا ہوں، مگر اس سے باز نہیں آتے۔

براہینِ قاطعہ

اسی طرح حضور سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نامناسب الفاظ کہنا، جیسا کہ "براہینِ قاطعہ" میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نسبت یہ کلمے لکھے کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" شیطان و ملک الموت کے لیے وسعتِ علم تسلیم کریں، نصوص سے ثابت مانیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا انکار، اور اس کا ثابت کرنا شرک میں شمار کریں۔ عجیب بات ہے ایک ہی چیز ہے، شیطان کے لیے ثابت ہو تو شرک نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہو تو شرک ہو جائے۔ اس قول کی شناعت اور اس پر حکم شرعی عرب وعجم کے فتووں میں ظاہر کیا جاچکا اور اس قول کی قباحت بار بار بتادی گئی اور ہر ادنیٰ عقل والا اس کو نہایت ذلیل سمجھتا ہے کہ ایک قوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے وسعتِ علم ثابت کرنے کو شرک بتائے اور اسی کو شیطان کے لیے ثابت مانے تو گویا اس کے نزدیک شیطان

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خدا کا شریک ہوسکتا ہے کیونکہ جو چیز کسی ایک مخلوق کے لیے ماننا شرک ہو، وہ جس کسی مخلوق کے لیے ثابت مانی جائے گی شرک ہی ہوگی۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ سجدۂ عبادت بُت کے لیے تو شرک ہو مگر وہابیوں کے کسی بڑے سے بڑے مولوی کو کرلیا جائے تو شرک نہ ہو۔ پھر جس چیز کو شرک کہنا اسی کو نص سے ثابت کرنا کیسا قبیح اور باطل ہے۔ یہ بحث ایک جداگانہ ہے۔ ہمیں تو صرف یہ کہنا ہے کہ وہابی کیا اپنے دین اور عقیدے کی رُو سے حضورؐ کی شان میں یہ اعتقاد رکھنے اور یہ کلمے کہنے پر مجبور رہیں اگر وہ ایسا نہ کہیں تو کیا اپنے نزدیک ایمان سے خارج ہوجائیں گے۔ اگر ان کلموں کا اعتقاد مومن ہونے کے لیے ضروری تھا تو پھر قرآن پاک میں اس کی تعلیم کیوں نہیں ہوئی، حدیث شریف میں یہ سبق کیوں نہیں دیا گیا۔ تمام صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین بزعمِ وہابیہ اس ضروری اعتقاد سے خالی ہی گئے۔ اس لیے ماننا پڑے گا کہ یہ اعتقاد بدعت ہے، نیا اختراع ہے۔ سلف صالح کے یہاں نہ اس کا ذکر ہوا نہ قرآن وحدیث میں اس کا کہیں پتہ۔ پھر اپنی ایک ٹکڑی الگ بنانے کے لیے ایسے اعتقاد پر کیوں اصرار کیا جاتا ہے اور مسلمانوں سے کیوں جھگڑا مول لیا جاتا ہے اور تمام مسلمانوں کے دلوں کو کیوں دُکھایا جاتا ہے۔ کیا وہابی بغیر اس اعتقاد کے اپنے خیال میں مومن نہیں رہ سکتے۔ کیوں یہ نفسانیتیں ہیں۔

حفظ الایمان اسی طرح سے حفظ الایمان میں مولوی اشرف علی کا حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھنا کہ "آپ کی ذات مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے

کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو حضورؐ کی کیا تخصیص ہے، ایسا علمِ غیب تو ہر زید عمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ یہ ناقص کلمات شانِ اقدس میں کیسی کھلی توہین ہیں کہ پیشوایانِ وہابیہ اپنے اور اپنے بزرگوں کے حق میں بھی ان کا کہنا گوارا نہ کریں گے اور گالی سمجھیں گے۔ اور دنیا کا کوئی عزت دار آدمی بھی کسی فرقے وملت اور کسی خیال کا بھی ایسے کلموں کا سُننا گوارا نہ کرے گا۔ مگر شانِ اقدس میں یہ کلمے لکھے جائیں اور اس پر اصرار ہو، اس کا کیا سبب ہے۔ یہ کوئی تعلیم خداوندی ہے جسے کوئی چھوڑ ہی نہیں سکتا، یا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا اعتقاد رکھنے کا حکم دیا ہے یا صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین اس کی تاکید کرگئے ہیں۔ کیا باعث ہے کہ ایسے کلموں سے احتیاط نہیں کی جاتی، احتراز نہیں کیا جاتا، دنیائے اسلام کا دل دُکھایا جاتا ہے، جہان میں فساد برپا کیا جاتا ہے، مگر ایک ضد ہے کہ اُس سے باز نہیں آتے۔ اس قسم کی اور توہینیں اور بے ادبی کے کلمات زبان پر لانا، کتابوں میں لکھنا، اُن پر اڑنا، کتابیں چھاپنا، مناظروں کی مجلسیں کرنا، فساد انگیزیاں کرنا، مقدمہ بازیوں میں روپیہ ضائع کرنا، اہلِ اسلام کی جماعت کو ضعف پہنچانا اور جس حال میں کہ تمام دنیا اپنی ترقی کی فکروں میں ہے مسلمانوں کو خانہ جنگی کی مصیبت میں مبتلا کرنا کس مصلحت سے ہے، کس فائدے کے لیے ہے، کیا دانائی ہے!

میلادالنبی اسی طرح بعض فرعی مسائل پر جھگڑا بیٹھنا اور اپنا ایک فرقہ اور ٹکڑی الگ بنا کر مسلمانوں سے برسرِ پیکار

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہو جانا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر کسی شخص نے میلادِ مبارک کی محفل کی حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور مقدس زندگی کے احوالِ کریمہ اور معجزات باہرہ بیان کیے۔ مجلس شاندار طور پر ترتیب دی اور باوقار طریق پر ذکر کیا۔ بیان ولادت مبارکہ کے وقت شانِ حبیب کے اظہارِ عظمت کے لیے تعظیمی قیام کیا تو کیا بُرا ماننے کی بات ہے۔ شریعت نے اس کو کون سا محرمات سے بتایا ہے۔ کہاں کبائر میں سے شمار کیا ہے جس پر اس شد و مد کے ساتھ جنگ ہے، ناراضگی ہے، کتابیں چھاپی جاتی ہیں، رسالے لکھے جاتے ہیں، اس کی توہین میں نظمیں لکھی جاتی ہیں، مسلمانوں کو مشرک اور بے ایمان بتایا جاتا ہے۔ جو مخالفت وہابی صاحبان کبھی سینما اور تھیٹر کے لیے نہیں کرتے، حرام کاریوں اور بدافعالیوں کے لیے نہیں کرتے وہ کوشش محفل مبارک کے روکنے کے لیے کی جاتی ہے۔ اس کا کیا باعث؟

التزامی امور

آپ مدرسے بنائیں، اس میں جماعتیں ترتیب دیں۔ ہر جماعت کے لیے ایک نصاب اور خاص ایک پڑھانے والا مقرر کریں، اسباق کے لیے اوقات کی تعیین ہو، تعطیلوں کے لیے ایام معین ہوں، ان پر التزام ہو، امتحان کے لیے مہینہ مقرر ہو، امتحان کے پرچے بنائے جائیں۔ نمبر دیے جائیں، بعض کتابوں کا تقریری امتحان لیا جائے، ممتحن بلائے جائیں۔ ان کے لیے تکلفات کیے جائیں، بعد امتحان تعطیل کی جائے، سالانہ جلسے تاریخ کی تعیین و تداعی کے ساتھ کیے جائیں، ان کے لیے اشتہارات چھاپے جائیں، طالب علموں کی ایک نصاب معینہ ختم کر لینے پر دستار بندیاں کی جائیں، دستاروں کے لیے ایک رنگ خاص مقرر کر لیا جائے، مدرسہ کا نام دستار پر لکھوایا جائے۔

یہ تمام چیزیں زمانہ اقدس میں کب تھیں۔ زمانہ صحابہ میں اس کا کہاں وجود تھا، زمانہ تابعین و تبع تابعین میں کب پائی گئیں۔ ان سب پر التزام ہے، پابندی ہے، موجب ثواب جانتے ہیں، داخلِ عبادت سمجھتے ہیں، یہ بدعت کیوں نہیں؟ اس کی مخالفت کیوں نہیں کی جاتی؟ مولوی رشید احمد صاحب کے مرثیے لکھ کر چھاپنا بھی بدعت نہ ہو جو بہت سے ناجائز مبالغوں پر مشتمل ہے اور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکرِ جلیل و بیانِ ولادت کی محفل بدعت ہو جائے۔

دعوتِ انصاف

ساری جماعت میں کوئی اتنا کہنے والا نہیں کہ جو حیلے حوالے میلادِ مبارک اور عرس و فاتحہ، تیجہ و چہلم کے بدعت بنانے کے لیے تم پیش کرتے ہو اس سے بدرجہا زیادہ خود آپ کے عمل میں ہیں۔ مگر نہ مدرسہ کو بدعت کہا جاتا ہے نہ دستار بندی کو، نہ جلسہ سالانہ کو، نہ تعیینِ اوقاتِ اسباق کو، نہ قوانینِ مدرسہ کو، تو پھر کیا یہ ناجائز کا حکم غیروں ہی کے لیے ہے؟ تم اس سے مستثنیٰ ہو؟ اتنے بڑے فرقے میں کوئی تو انصاف کرتا، مگر معلوم نہیں قلوب کا کیا حال ہے، نور بجھ گئے اور نام کو روشنی باقی نہ رہی کہ دوسروں کے افعال کو جن وجوہ سے بدعت بتائیں، جنگ کی بنا ٹھہرائیں، اپنے آپ بے دریغ انھیں عمل میں لاتے چلے جائیں ذرا نہ شرمائیں۔ یہ مسائل ایسے نہ تھے کہ لکھے پڑھے آدمی انھیں سمجھ نہ سکتے اور اصحابِ عقل و خرد ان کو موردِ بحث بناتے۔ یہ ایسی کھلی باتیں تھیں جن کو ہر سمجھدار انسان جان سکتا تھا کہ ان میں کوئی شائبہ عدمِ جواز کا نہیں ہے۔

میلادِ مبارک کی محفل حضور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

زندگی کے بیان احوال کے لیے منعقد کی جاتی ہے اور حضورؐ کے احوالِ کریمہ کا جاننا اور اس سے باخبر ہونا ایمان دار کے لیے اعلیٰ ترین سعادت ہے۔ حدیث شریف میں حضورؐ کے ذکر کو ذکر اللہ بتایا گیا۔ کلمہ میں آپ کا نام نامی وصفِ رسالت کے ساتھ اس طرح داخل ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کی توحید و بے مثالی کا منکر مومن نہیں ہو سکتا۔ اس طرح سے آپ پر ایمان نہ لانے والا اور آپ کی رسالت کا اقرار نہ کرنے والا بھی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جس ذات پر ایمان کا مدار ہے اور جس پر ایمان لائے بغیر کفر کی ظلمتوں سے نجات نہیں مل سکتی، اُس کے احوالِ پاک کا بیان یقیناً شانِ احترام سے ہونا چاہیے اور وہ مجلس جو اس مقصد کے لیے منعقد کی گئی ہو اس کو زیب و زینت دینا اور عوام میں باوقعت بنانا تقاضائے ایمان ہے۔

حضور کا ذکر ذکر اللہ حدیث شریف میں وارد ہوا۔ ذکرك ذکری آپ کا ذکر میرا ہی ذکر ہے۔ دوسری حدیث شریف میں ارشادِ باری ہے: من ذکرك ذکرنی جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔ اور ذکر الٰہی کی محفل کو حدیث میں جنتی چمنستان بتایا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے؛

اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہارا جنتی چمنستانوں پر گزر ہو تو میوہ چینی کیا کرو۔ صحابہ نے عرض کیا جنتی چمنستان کیا ہیں؟ حضور نے فرمایا: ذکر کی محفلیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ میلاد مبارک کی محفلیں جن میں ذکرِ حبیب ہوتا ہے جس کو

حدیث شریف میں ذکر اللہ بتایا گیا وہ جنتی چمنستان ہیں۔ حدیثیں تو جنتی چمن بتائیں، بہشتی باغ فرمائیں۔ مگر معاند متعصب اس کو بدعت کہے، ناروا پکارے۔ ہوشمند انسان متحیر ہوتے ہیں کہ ان لکھے پڑھے جاہلوں نے کس طرح ذکرِ حبیب کی محافل متبرکہ کو ناجائز کہہ دیا۔ یہ بات عقل میں نہیں آتی۔ دریافت کرتے ہیں کہ ان محافل کے ناجائز ہونے کا سبب کیا ہے، اس وقت ان معاندین و متعصبین کو حیرانی و پریشانی ہوتی ہے۔

قیام اس سراسیمگی میں کبھی تو یہ کہہ گزرتے ہیں کہ ذکر شریف تو درست ہے مگر قیام وقتِ ذکرِ ولادت پر اعتراض ہے۔ مگر اس بات کو کوئی عاقل باور نہیں کر سکتا کہ قیام ناجائز ہے، اور ناجائز بھی ایسا کہ محفل شریف ہی کو ناجائز کر ڈالے۔ اس لیے دریافت کیا جاتا ہے کہ قیام میں کیا مضائقہ! اس کی ممانعت کہاں وارد ہوئی؟ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ قیام وقت ذکرِ ولادت قرونِ ثلثہ میں کیا نہیں گیا۔ اس کی اصل ثابت نہیں اس لیے یہ بدعت ہے۔ مگر اُن کی یہ بات ایک لایعنی حیلہ اور بہانہ ہے۔

خود حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خاتونِ جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے قیام فرمانا ثابت ہے۔ اس پر یہ لکھنا کہ ایک شخص موجود و حاضر کے لیے جو آنکھوں کے سامنے ہو اور سب کو نظر آتا ہو قیام کرنا درست ہے، مگر جو ایسا نہ ہو اور سب اُس کو ایسا نہ دیکھتے ہوں اُس کے لیے قیام شرک ہے۔ ایک بالکل بے حقیقت بات ہے، کیونکہ جو چیز شرک ہے وہ حاضر کے لیے، غائب کے لیے، سب ہی کے لیے شرک ہے اُس میں یہ تفریق نہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہم دیکھتے ہیں کہ کسی عظیم خبر کو سُن کر جذباتِ شوق یا خوف کے ساتھ متاثر ہو کر کھڑا ہو جانا طبیعتِ انسانی کے لیے ایک امر عادی ہے، اور حدیث شریف سے بھی ثابت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سُنّت بھی ہے۔ چنانچہ جب آیہ اتی امر اللہ نازل ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ایک جذبہ پیدا ہوا اور آپ فوراً کھڑے ہو گئے۔

اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ کا ذکر سُن کر بالخصوص ایسی مجلس میں جو حضور ہی کے ذکر مبارک کے لیے منعقد کی گئی ہو اور حضور کی نعت مبارک سُن کر دلوں میں محبت موجیں مارنے لگی ہو، ذکرِ ولادت سُن کر جذبات میں ایک لہر آجانا اور سرور کا اظہار ادب و تعظیم کے لیے مستدعی قیام ہونا کچھ بعید نہیں اور عین اُس سنّت کے مطابق ہے جو حضور کے قیام میں پائی گئی۔

نیز کسی عظیم الشان دینی ذکر کے سننے کے لیے اُس ذکر کے احترام کے لیے قیام کرنا بھی سنّتِ صحابہ ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث سننے کے لیے قیام فرمایا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کا اور حضور کے بیان ظہور کا قیام تو خود اس سے ثابت ہے کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس منبر پر قیام فرما کر اپنی ولادت کریمہ کا ذکر کیا۔ اب قیام میں کیا اشتباہ ہے؟ کیا اعتراض ہے؟ کیا عذر ہے؟ کیا حیلہ ہے؟ کیا بہانہ ہے؟ کتنے وجوہ سے قیام ثابت ہے۔

اچھا، تمھاری آنکھیں بند ہیں، تمھیں یہ کچھ نظر نہیں آتا، احادیث تک تمھاری

رسائی نہیں، افعالِ کریمہ پر نظر نہیں، سیرتِ صحابہ سے واقفیت نہیں، بے خبر انسان ہو تو اگر عقل و خرد کا دعویٰ ہے تو کچھ ہوش سے بھی کام لو اور اتنا تو سوچو کہ قیام کرنے والا کس نیت سے قیام کرتا ہے، وہابیوں کے مارنے کے لیے اٹھتا ہے یا شیطانوں کے جلانے کے لیے اٹھتا ہے یا مجلس سے چلا جانا اُس کا مقصود ہوتا ہے، اُس کے اُٹھنے کا مدعا کیا ہے۔ اگر تمھاری سمجھ اتنا بھی نہ بتا سکے کہ یہ لوگ اس وقت کیوں اُٹھے تو اس عقل پر ماتم کرو۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ لوگ بھی سمجھ لیتے ہیں جو کھلے کافر ہیں اور اسلام کے دعویدار نہیں۔ تمھاری سمجھ میں اگر یہ بھی نہ آئے تو میلاد خواں سے پوچھ لو، صاحبِ مجلس سے دریافت کرو، شرکاءِ مجلس سے سوال کرو۔

ہر شخص تمھیں بتا دے گا کہ یہ قیام بر نظرِ تعظیم تھا۔ تو اب تم بتاؤ کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ تمھیں عداوت ہے اس کو ناجائز سمجھتے ہو۔ کیا قرآن و حدیث میں حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی تعظیم و توقیر کا حکم نہیں دیا۔ دیا گیا اور ضرور دیا گیا تو بتاؤ کہ تعظیم و توقیر کے لیے کوئی ادا خاص کر دی گئی اور طریقہ معیّن کر دیا گیا ہے اور تعیین کے دشمنو! اور تعیّن میں کلام کرنے والو! یہاں اپنے دل سے کیوں تعیین کرتے ہو، جو طریقہ تعظیم کا ہو جس قوم میں جو امر تعظیم کے لیے معروف ہو چکا وہ یقیناً تعظیم کا فرد اور توقروہ کے حکم میں داخل، دیکھو قرآن سے منحرف نہ ہو۔ جب تم مانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے تو کونسی وجہ ہے کہ قیام کا انکار کرو۔

اب رہا یہ حیلہ کہ قیام تعظیمی جائز تو ہے لیکن مجلس مبارک میں فقط ذکرِ ولادت شریف ہی کے وقت قیام کیوں کیا جاتا ہے اوّل سے آخر تک قیام کیوں نہیں کیا جاتا۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ایسے لغو حیلے امرِ جائز کو ناجائز نہیں کر سکتے۔

وہابیوں سے پُوچھو کہ کیا کسی امرِ جائز کا ایک معیّن وقت میں کرنا اور دوسرے اوقات میں نہ کرنا ان کو ناجائز کر دیتا ہے؟ اگر ہاں کہیں تو دلیل لاؤ، کوئی آیت یا حدیث سناؤ، محض اپنی رائے فاسد و خیال کاسد سے کسی جائز کو ناجائز مت ٹھہراؤ۔ شریعت کسی کے خیال کا نام نہیں ہے، وہ بیچارے مجبور ہوں گے اور کوئی دلیل نہ لا سکیں گے۔ تو ظاہر ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ جھُوٹا تھا اور امرِ جائز کو کسی وقتِ معیّن میں کرنا ناجائز نہیں کر سکتا۔

اس مضمون کو وہابیہ کے اور ذہن نشین کر دو۔ فقہ و حدیث کا درس مدرسوں میں جماعت بندی کے ساتھ جو تمہارا معمول ہے جائز ہے، موجبِ ثواب ہے، تو فقط دن ہی میں مدرسے کیوں کھلتے ہیں، رات میں درس کیوں نہیں ہوتا؟ اس تعیین پر کوئی آیت یا حدیث ہے؟ نہیں ہے، تو کیا اس تعیین سے وہ امرِ جائز ناجائز ہو گیا؟ اسی طرح جمعہ کے سوا باقی ایّام میں پڑھانا جمعہ کو نہ پڑھانا۔ ایسے ہی رمضان شریف میں مدرسہ کو بند رکھنا۔ اس تعطیل کے لیے جمعہ و رمضان کی تخصیص و تعیین کیا اس کو ناجائز کر دیتی ہے؟ کرتی ہے تو تم سب اس کے مجرم ہو۔ نہیں کرتی تو قیام پر تمہارا اعتراض ایسی جاہلانہ ہٹ ہے جس کی خود تمہارے عمل تکذیب کرتے ہیں۔

علاوہ بریں اُوپر ذکر کیے ہُوئے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قیام کو ذکرِ ولادت کے ساتھ ایک قوی مناسبت ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام کے ساتھ خود ذکرِ ولادت شریف فرمانا اسی نہج پر تھا۔ مجلس حاضر تھی۔ حضور تشریف فرما تھے۔ دین کے مسائل کا ذکر و بیان تھا۔ اسی میں جب ذکرِ ولادت مبارک فرمایا

تو قیام فرمایا، اور جب وہ ذکرِ مبارک فرما چکے پھر جلوس فرمایا۔ پھر وہی ذکرِ مسائل تھا تو معلوم ہوا کہ خاص ذکرِ ولادت شریف کے لیے قیام مستحب و مسنون ہے۔ اسی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مسئلہ کے سننے کے لیے قیام فرمانا، باوجودیکہ اس سے قبل بھی مسائلِ دین ہی کا ذکر ہو رہا تھا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسئلہ خاص مہتم بالشان کے لیے مجلس میں بیٹھے ہوئے کھڑا ہو جانا سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے اور سنّتِ صحابہ بھی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخاری شریف کی ہر ایک حدیث لکھنے کے لیے غسل فرماتے، دُو رکعت نماز پڑھتے تب لکھتے۔ مولود و قیام سے چڑنے والے وہابی بتائیں تو کہ ان کا یہ فعل بدعت تھا یا نہیں، کبھی صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین نے بھی ایسا کیا تھا؟ قرونِ ثلٰثہ میں یہ عمل پایا گیا تھا؟ جب ایسا نہیں ہے تو بقول تمہارے بدعت کیوں نہیں ہُوا؟ اس سے بھی قطع نظر کر کے وہی قیام والا سوال کرو کہ اگر حدیث لکھنے کے لیے نیا غسل اور دو رکعت نفل پڑھنا جائز ہو تو پھر بخاری ہی لکھتے وقت ایسا کرنے کی کیا تخصیص تھی جب حدیثِ رسول اللہ لکھتے تھے ہمیشہ ہی ایسا کیوں نہیں کرتے تھے؟

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان فرماتے تھے تو مجلس آراستہ کی جاتی، بہترین فرش بچھائے جاتے، نفیس مسند لگائی جاتی، خود امام صاحب عمدہ پوشاک پہنتے، عطر لگاتے، خوشبوئیں مہکائی جاتیں۔ یہ اہتمام اُن کی مجلسِ حدیث کے لیے ہوتا۔ تمہاری بدعت کہاں تک چلے گی! مگر بات یہ ہے، یہ آنکھ والے تھے، قدرِ رفیع اور منزلت علیا

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انھیں معلوم تھی۔ آداب سے واقف تھے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک حدیث کے لیے یہ اہتمام کرتے تھے؛ تم بھی اگر کچھ باخبر ہوتے اور حبیبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو کچھ پہچانتے تو ذکرِ میلاد مبارک کی محفل اور تعظیمی قیام میں پس وپیش نہ ہوتی۔

نعت خوانی

ایک حیلہ یہ ہے کہ ذکرِ ولادت وقیام تو سب درست ہے لیکن اس میں نظمیں پڑھی جاتی ہیں۔ یہ حیلہ بھی بیکار ہے۔ نظم کوئی ناجائز چیز نہیں اور بالخصوص نعت شریف کی نظم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت شریف کی نظمیں پڑھتے تھے اور اُن کے لیے مسجد شریف میں منبر بچھایا جاتا تھا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے لیے دُعائیں فرماتے تھے اور فرماتے تھے؛ اللھم ایدہ بروح القدس۔ تو اب نظموں پر کیا اعتراض رہا، حضور کی مجلس شریف میں پڑھی گئیں۔ حضور کے اذن اجازت سے پڑھی گئیں۔ جب راس پر راضی وخوشنود ہوئے، حضور نے پڑھنے والے کے حق میں دُعائیں فرمائیں۔ ایسا امر بھی ناجائز اور بدعت ہو سکتا ہے؟ آوازیں ملانا، اس کی کہیں شریعت میں ممانعت وارد ہوئی یا دین کے مسائل میں تمھیں کوئی ایسا اختیار حاصل ہوگیا ہے کہ جس امر کو چاہو محض اپنی رائے سے ممنوع وناجائز قرار دے لو۔ ایسے حکم دینا ایسا ناجائز بتانا یہی احداث فی الدین اور یہی بدعت سیئہ ہے۔ او بدعتیو! خود بدعت کرتے ہو اور متبعین سنت کے افعال کو بدعت بتلاتے ہو۔ یہ تو تمھیں کیا خبر ہوگی کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خندق کھودتے جاتے تھے اور آوازیں ملا کر ایک ساتھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی نعت شریف اور اپنی جان نثاری کی نظمیں پڑھتے جاتے تھے۔ اسی آواز ملانے کو بے دلیل ممنوع کہتے ہو، فعلِ صحابہ پر اعتراض ہے اور خاص اس فعل پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا۔

شیرینی

اب آپ کا صرف یہ اعتراض باقی رہ گیا کہ بعد ختم شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ تو تقسیم شیرینی کوئی حرام ہے؟ ممنوع ہے؟ شریعت میں کہیں اس کی ممانعت وارد ہوئی؟ وہ کوئی ناجائز چیز ہے؟ ہدایا اور ضیافات کا زمانہ اقدس میں معمول تھا۔ حضور نے اس کا حکم فرمایا۔ موجب ازدیادِ محبت فرمایا۔ سرور کے وقت ضیافتیں اور احباب واقارب میں تقسیم طعام یا شیرینی سنتِ صحابہ ہے جا بجا اس کے تذکرے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ختم قرآن کے بعد اونٹ ذبح فرما کر ہدیہ احباب کیا۔ ایک دو کیا صدہا مثالیں عہد کرامت عہد میں ملتی ہیں اور آپ کے یہاں جو بخاری شریف کا ختم اور اس میں تقسیم شیرینی کا معمول ہے وہ کبھی آپ کو نہ کھٹکا۔ اس پر کبھی بدعت ہونے کا حکم نہ لگایا۔ زمانہ اقدس میں کبھی اس طرح ختم کیا گیا تھا؟ اس میں شیرینی تقسیم ہوتی تھی؟ بہرحال کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ایسی نہیں ہے جس سے کوئی عاقل منصف مجلس مبارک میلاد کو ناجائز تو کیا غیر مستحب بھی سمجھ سکے۔ ایسی حالت میں اس کو مورد بحث بنانا اور ذریعہ جدال قرار دینا اور اس حیلہ سے مسلمانوں کو بُرا کہنا اور جماعت میں تفرقہ ڈال دینا شیطانی فعل نہیں تو کیا ہے!

ہندو نوازی

آپ ہی تو وہ ہیں جو ہندوؤں کی محبت میں وارفتہ ہو کر جلسوں میں پھرا کرتے ہیں۔ ہڑتالیں کرایا کرتے ہیں، مشرکین کے

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ساتھ آوازیں ملا کر جھے "پکارا کرتے ہیں۔ یہ کوئی چیز آپ کو بدعت نہیں معلوم ہوتی مگر ذکرِ حبیب اور میلادِ مبارک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بدعت نظر آتا ہے، اُس کے نام سے سودا اٹھتا ہے، خفقان ہوتا ہے، آپے سے باہر ہو جاتے ہیں، اس تفرقہ انگیزی سے باز آؤ اور سوچو کہ مجلس مبارک میلاد شریف پر بے جا ضد اور ہٹ کیا فائدہ دے سکتی ہے؟ اور اس سے مسلمانوں میں تفرقہ انگیزی کر کے فتنہ پیدا کرنا کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟

گیارھویں شریف

اسی طرح گیارھویں تاریخ کسی خوش عقیدت مسلمان نے حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کر دی تو وہابی صاحب جل بھن گئے، مرچیں لگ گئیں۔ آپ کا کیا نقصان ہوا؟ آپ کو کیا ایذا پہنچی؟ آپ کے دل میں کیوں درد اُٹھا؟

او میاں! ناٹکوں سے نہ چڑنے والو، سینماؤں سے نہ کھسیانے والو، کانگریسی جلسوں اور جلوسوں میں بے پردہ عورتوں کے ساتھ اختلاط رکھنے والو، ان کی تقریریں سننے والو، ایسے مجامع میں جہاں بے پردہ عورتیں بے حجابانہ تقریریں کرتی ہوں شرکت کرنے والو، گیارھویں شریف سے کیوں کھسیاتے ہو؟ اس میں تمہیں آزردہ کرنے والی کیا چیز ہے؟

قرآن کریم کی تلاوت مومن کے گھبرانے کی بات نہیں، بے ایمان ضرور اس سے چڑتے ہیں اذا ذکر اللہ وحدہ اشمأزت قلوب الذین لا یؤمنون بالاٰخرة جب خدائے وحدہٗ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پریشان ہوتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وقال اللہ تعالیٰ وقال الذین کفروا لا تسمعوا

لھذا القراٰن والغوا فیہ لعلکم تغلبون کافروں نے کہا اس قرآن کو نہ سنو اور اس میں بیہودہ شور مچاؤ تاکہ تم غالب ہو۔ قرآن پاک کے سننے سے گھبرانا، اس سے چڑنا اور بُرا ماننا یہ تو قرآن پاک نے کفار کا کام بتایا ہے۔ گیارھویں کی فاتحہ میں قرآنِ پاک کی تلاوت کی جاتی ہے آپ اس سے کیوں گھبراتے ہیں؟

اس کے علاوہ اور کیا ہوتا ہے، کچھ طعام یا شیرینی ہدیۂ ناظرین کر دی جاتی ہے اس میں کیا مضائقہ ہے۔ حُسنِ سلوک اور احسان شریعت میں محمود ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی علامتوں میں شمار فرمایا ہے۔ اطعام الطعام کوئی بہت ہی بڑا سخت دل کنجوس ہوتا، وہ بھی دوسرے کے خرچ کرنے پر بُرا نہ مانتا۔ آپ میں کیا صفت ہے جو آپ انفاق علی المسلمین سے بگڑ کر مَنَّاعٍ لِّلْخَیر بنے جاتے ہیں، اس میں آپ کو کون سی چیز ناجائز نظر آئی؟

ہاں ایک یہ بات شاید آپ کہیں کہ تلاوت و طعام کا ایصالِ ثواب کیا جاتا ہے حضور غوث پاک کو، تو آپ کو یہ معلوم نہیں کہ ایصالِ ثواب عبادات بدنیہ و مالیہ کا شریعت نے جائز رکھا ہے۔ حضرت سعدؓ نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ و اصحابہٖ وبارک وسلم کے حسبِ ارشاد اپنی والدہ کے ایصالِ ثواب کے لیے کنواں بنوایا۔ حدیث شریف میں موجود ہے اس مسئلہ پر تمام اہلِ سنت کا اتفاق ہے شرح عقاید اور تمام دینی کتب میں مصرح ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جو آپ کو بدعت لگتی ہے؟ صرف گیارھویں تاریخ کا تعین، تو کیا اس کی ممانعت میں کوئی حدیث وارد ہو گئی ہے؟ عملِ خیر کے لیے تعین اور خاص اموات کے ایصالِ ثواب کے لیے حدیث شریف سے ثابت ہے۔ خود حضورِ انور رُوحِ مجسم جانِ ایمان صلی اللہ علیہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

وسلّم سالانہ شہدائے اُحد کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ اس سے تعیین کا پتہ چلا۔ اور تعیین کا پتہ چلانا ہو تو احادیث کی کتابیں مالا مال ہیں۔ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے روزِ فتح کی خوشی کے لیے اُسی تاریخ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے روزہ رکھنے کے لیے فرمایا۔ اپنی ولادت شریف کے روز یعنی دو شنبہ کو حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے فیہ ولدت اِس دن میری پیدائش ہوئی ہے۔ یہ تعیین ہوئی یا کیا؟

دعوتِ انصاف

غرض کوئی عذر و حیلہ ان کے بنائے نہیں بنتا۔ لیکن مسلمانوں میں نزاع پیدا کرنا اور اختلاف ڈالنے کے لیے ضد ہے، اصرار ہے، گیارھویں شریف سے عداوت ہے، اس کے نام سے چڑتے ہیں۔ کوئی ادنیٰ سی وجہ بھی ہوتی، کوئی شرعی دلیل اس امر کی ممانعت پر قایم ہوتی تو موقع تھا کہ انکار کرتے مگر نفس و ہوٰی کے لیے انکار اور جماعت اہلِ اسلام میں تفرقہ اندازی نہایت افسوسناک جرم ہے۔ اسی طرح اور مسائل میں نزاعِ مدعا یہ ہے کہ یہ امور ایسے دقیق و غامض اور ایسے مشکل ولاینحل تو ہیں نہیں، جہاں تک صاحب عقل و ہوش رسائی نہ کر سکے سمجھ میں آتا ہے اور صاف سمجھ میں آتا ہے اور ہر منصف مزاج جب نظر ڈالتا ہے تو اس کو یقین ہو جاتا ہے کہ ان فرعیات میں ان کا اعتراض بیجا ہے، صرف نفسانیت کا کرشمہ ہے، شرعی دلائل اور قوی براہین ان امور کے جواز پر موجود ہیں۔ ایسے ہی اصولِ مسائل جن میں وہابیہ نے طوفان برپا کر دیا ہے اس قدر مشکل نہیں ہیں کہ کسی وہابی کی فہم اُن تک رسائی نہ کر سکے۔

تعظیمِ رسالت

یہ تو سب کو تسلیم ہے کہ حضور سیّدِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت و عظمت اور تعظیم و توقیر اہم ترین فرائض میں سے ہے حضور کی جناب میں ادنیٰ گستاخی بے شبہ کفر، پھر مولوی رشید و خلیل محمد قاسم و اشرف علی وغیرہ کی طرفداری میں اس قدر وارفتہ ہو جانا کہ حضور کی شان میں ان کے ناقص کلمات اور گستاخانہ الفاظ برداشت کیے جائیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ شدومد سے اُن کی طرفداری کی جاتے۔ ایسی کتابیں جن میں یہ کفری مضامین ہوں اُن کو بکرات و مرات چھاپ کر شائع کیا جاتے۔ تمام عرب و عجم کے مسلمان آزردہ و رنجیدہ ہوں، حرمین طیبین تک سے ان ناقص کلمات پر کفر کے فتوے آجائیں مگر ضد اور ہٹ میں کمی نہ آتے۔ بارگاہِ الٰہی میں سر نہ جھکے، توبہ کے لیے زبان نہ ہلے، حضور کی گستاخی کرنے کے باوجود ان مولویوں کو نہ چھوڑا جائے نہ انھیں توبہ پر مجبور کیا جائے، یہ کتنی بڑی بے حمیتی ہے۔ ہندو پاکستان میں ایک عظیم فتنہ برپا ہے، گھر گھر میں جنگ ہے، ہر جگہ شور ہے، غوغا ہے، کچھ تو سنجیدہ طبیعت انسان اس درد کا احساس کریں اور مسلمانوں کو اس کمزور کر دینے والے نزاع سے نجات دلائیں۔ اگر وہابی صاحبان ذرا سی ضد چھوڑ دیں اور شریعت میں اپنی طرف سے ضد کرنے کی عادت چھوڑ دیں تو یہ تمام جھگڑا ایک دم ختم ہو جائے اور ہندو پاکستان کے گوشہ گوشہ میں جنگِ تعصب کے بھڑکنے والے شعلے بجھ جائیں اور یہ آگ سرد ہو جائے۔ اگر چند کلماتِ ناشائستہ تمھاری زبان سے نکلے، تمھارے قلم سے لکھے گئے، تمام ملک اُن سے آزردہ خاطر ہے، تمام مسلمان ان سے رنجیدہ ہیں، ہر مسلمان کا دل اُن سے دُکھا ہوا ہے، تو تمھیں ان کلموں پر کیا اصرار ہے؟ تم اس

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

بات کی پچ کرنے پر کیا مجبور ہو؟ توبہ کے دو کلموں سے اس نزاع کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیتے؟ اگر کوئی باہمت وہابی اپنے اکابر کو توبہ کی ہمت دلائے اور ان پر زور دے تو تمام ہند و پاکستان کی یہ صد سالہ جنگ منٹوں میں طے ہو سکتی ہے۔

کیا ہے کوئی ایسا صلح جُو، کیا ہے کوئی ایسا امن پسند، کیا ہے کوئی ایسا دردمند جو اس کوشش کے لیے کمربستہ اور تیار ہو؟ جاہل سے جاہل انسان اور سرکش سے سرکش شخص بھی خدا کے حضور توبہ کرنے اور جبینِ نیاز خاک پہ رکھنے میں نہیں جھجکتا۔

کیا دعویداران علم و ہمہ دانی عملی طور پر ثابت کریں گے کہ اُن میں بھی اتنی حمیت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar